قناعت

حمدی شلبی / ترجمہ: طارق محمود زبیری ○

قناعت سچے مسلمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ مومن اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیے ہوئے رزق پر راضی ہوتا ہے اور اس حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہے کہ تھوڑی چیز جو (ضروریات کے لیے) کافی ہو، بہتر ہے اُس چیز سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دینے والی ہو۔ یہ ان کامیاب لوگوں کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت دی اور اپنی طرف سے ایسا رزق عطا کیا جو ان کی ضروریات کے لیے کافی ہے اور غفلت میں مبتلا کرنے والا نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو کچھ دیا اس پر وہ راضی ہو گئے۔

حضرت فضالہؓ بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''یقیناً کامیاب ہو گیا وہ شخص جسے اسلام کی طرف ہدایت دی گئی، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دیا اس پر وہ راضی ہو گیا''۔

○ قناعت: قناعت کے معنی ہیں اللہ کی تقسیم پر راضی ہونا۔

○ اسوۂ رسولؐ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ انھیں قناعت کی دولت عطا فرمائے، اور آپؐ ہمیشہ اللہ کے دیے ہوئے رزق پر راضی رہتے تھے۔ آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں بھی یہی عادت پروان چڑھائی۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے ہمارے درمیان نو کھجوریں تقسیم کیں، چونکہ

○ نائب مدیر، ماہنامہ شاہراہ تعلیم، لاہور

ہم نو افراد تھے، اس لیے آپؐ نے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی۔

کھجور جیسی معمولی سی چیز جس کی طرف کسی کو رغبت نہ تھی لیکن صحابہ کرامؓ نے اسی پر قناعت کی اور خوشی خوشی اسے قبول کر لیا۔ ان کی عادت ہی یہ تھی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جو کچھ انھیں ملتا تھا، اس پر وہ راضی ہو جاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کہتا ہے: اے ابن آدم! تیرے پاس اتنا کچھ ہے جو تیرے لیے کافی ہے لیکن تو وہ کچھ طلب کرتا ہے جو تجھے سرکشی میں مبتلا کر دے۔ اے ابن آدم! تو تھوڑی چیز پر قناعت نہیں کرتا اور زیادہ سے تیرا پیٹ نہیں بھرتا''۔

حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی خطرات سے محفوظ ہو، اس کا جسم صحیح سلامت ہو، اسے کسی قسم کی کوئی بیماری لاحق نہ ہو، بلا خوف و خطر پُرامن زندگی بسر کر رہا ہو اور اس کے پاس روز مرہ ضروریات کی اشیا موجود ہوں، تو اسے اور کیا چاہیے!

نبی اکرمؐ، اللہ تعالیٰ سے قناعت کی دعا کیا کرتے تھے۔ انھوں نے صحابہ کرامؓ اور ہمیں بھی یہی تعلیم دی ہے کہ ہم اپنے رب سے قناعت طلب کیا کریں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

> اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلَیَّ کُلَّ غَائِبَۃٍ لِیْ بِخَیْرٍ ، اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس پر مجھے قناعت نصیب فرما اور اس میں میرے لیے برکت پیدا کر، اور میری وہ تمام چیزیں جو میری آنکھوں سے اوجھل ہیں ان کی حفاظت فرما۔

نبی کریمؐ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور درخواست کی: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی مفید دعا سکھایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یوں دعا کرو:

> اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ فِیْ خُلُقِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ کَسْبِیْ وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ ، اے اللہ! میری مغفرت فرما، میرے اخلاق میں وسعت پیدا کر، میری کمائی میں برکت عطا کر اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس پر قناعت نصیب فرما۔

O قناعت کے حصول میں معاون اسباب: ۱-آدمی کے دل میں یہ بات اچھی طرح رچ بس جائے کہ وہ اس دنیا میں مہمان ہے، بہت جلد وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ جیسا کہ نبی کریمؐ فرمایا کرتے تھے: ''بے شک میں بشر ہوں، بہت جلد میرے پاس اللہ کا پیغام آئے گا اور میں اس کا جواب دوں گا''۔

جب ہمیں یہ پختہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے درحقیقت وہی خیر و بھلائی ہے تو دنیا کی زندگی کی حیثیت ایک مہمان خانے سے زیادہ نہیں رہے گی، اور مہمان کو مہمان خانے میں موجود اشیا سے کوئی خاص دل چسپی نہیں ہوتی۔ وہ محض اپنی ضرورت پوری کرنے کی حد تک بڑے قرینے اور قناعت سے ان چیزوں کو استعمال کرتا ہے، اور اپنی منزل کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ دنیا کی زندگی کے بارے میں انسان کا یہ پختہ یقین قناعت کے حصول میں اسے مدد دیتا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ان کے بارے میں نبی مہرباںؐ نے فرمایا: ''سلمان ہمارے اہلِ بیت میں سے ہے''۔ آپؓ خلفاے راشدینؓ کے دور میں اور ان کے بعد کے ادوار میں مختلف اہم حکومتی مناصب پر فائز رہے۔ جب آپؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے رونا شروع کر دیا۔ پوچھا گیا، اے ابوعبداللہ! روتے کیوں ہو؟ آپؓ نے جواب دیا: مجھے خدشہ ہے کہ ہم نے نبی کریمؐ کی اس وصیت کی حفاظت نہیں کی کہ تمھیں مسافر کے زادِ راہ کی مانند دنیا سے اپنا حصہ وصول کرنا چاہیے، جو صرف اپنی انتہائی ضرورت کی چیزیں ہی اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔

جب حضرت سلمان فارسیؓ اس دنیا سے رخصت ہوئے اور لوگوں نے ان کے ترکے میں موجود اشیا کا جائزہ لیا تو ان کی قیمت ۳۰ درہم بھی نہیں بنتی تھی۔ اس کے باوجود آپؓ نبی کریمؐ کی وصیت پر عمل درآمد نہ ہونے سے ڈرتے تھے۔ یہ مثال ہمیں عملی نمونہ فراہم کرتی ہے کہ کس طرح نبی اکرمؐ نے اپنے صحابہؓ کی تربیت کی تھی۔

۲۔ انسان کے ذہن میں یہ تصور پختہ ہو جائے کہ اُس مال کو جمع کرنے کا کیا فائدہ جس سے وہ خود مستفید نہ ہو سکے۔

ایک عقل مند آدمی جب غور و فکر کرتا ہے تو اپنے آپ سے یہ سوال کرتا ہے کہ ضروریات

سے زائد ایسا مال جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے، جسے نہ میں کھا سکتا ہوں نہ پی سکتا ہوں، نہ اس سے لطف اندوز ہوسکتا ہوں اور نہ اسے کسی مفید کام میں خرچ کرسکتا ہوں؟

ہمارے پیارے نبیؐ نے فرمایا: ''جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں اطراف پر دو فرشتے کھڑے ہوکر منادی کرتے ہیں اور ان کی آواز کو جن وانس کے سوا زمین میں موجود تمام اشیا سنتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ، تھوڑی چیز جو (ضروریات کے لیے) کافی ہو، بہتر ہے اس چیز سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دینے والی ہو۔

اے ابن آدم، تیرا (مال) تو صرف وہی ہے جسے تو نے کھایا اور ختم کردیا، یا پہن کر بوسیدہ کردیا یا خرچ (صدقہ) کر کے آگے بھیج دیا۔ اس کے علاوہ جو مال بھی ہے اسے اکٹھا کرنے میں تم تھک جاتے ہو اور اس کے خرچ نہ کرنے پر تمھارا محاسبہ کیا جائے گا، اور اللہ کے سامنے اس کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے گا''۔

دل کو قناعت سے سرشار کرنے والی بات یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ اس مال کو جمع کرنا جس میں کوئی فائدہ اور نفع نہیں ہے، بے فائدہ تھکاوٹ ہے اور یہ کہ وہ اللہ کی دی ہوئی چیز پر راضی اور قانع ہو۔

○ **قناعت کے فوائد**: قناعت کے عظیم الشان فوائد ہیں:

۱- قناعت کرنے والا شخص سب سے زیادہ غنی ہوتا ہے۔ اس لیے کہ نبی کریمؐ کی حدیث کے مطابق غنی وہ نہیں ہوتا جس کے پاس زیادہ مال و دولت ہو، بلکہ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو۔ وہ غیراللہ سے حاجت روائی کی امید نہیں رکھتا، لوگوں سے اور ان کے مال سے مستغنی ہوتا ہے۔ یہ حقیقی غنی ہوتا ہے، پس قناعت کرنے والا شخص سب سے بڑا غنی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا: اے میرے رب! تیرے بندوں میں سے تجھے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ان میں سے سب سے زیادہ میرا ذکر کرتا ہے۔ آپؑ نے پوچھا: تیرے بندوں میں سے سب سے زیادہ غنی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے عطا کردہ مال پر ان میں سے سب سے زیادہ قناعت کرنے والا۔ آپؑ نے پوچھا: ان میں سے سب سے زیادہ عادل کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: جس نے

اپنے نفس کو (بری خواہشات سے) بچا لیا۔

۲- قناعت پسند آدمی مال و دولت والوں، جاہ و حشمت والوں اور بادشاہوں کے سامنے ذلیل بن کر کھڑا ہونے سے مستغنی ہوتا ہے۔ یہ ہے وہ عزت نفس جو قناعت کرنے والوں کو قناعت کے نتیجے میں ملتی ہے۔

بنی امیہ کے ایک بیٹے نے ایک عابد و زاہد انسان ابی حاتم کو خط لکھا کہ وہ اپنی ضروریات کے بارے میں اسے آگاہ کریں۔ ابی حاتم نے اس خط کا جواب یوں دیا: حمد و ثنا کے بعد، آپ کا خط مجھے ملا، جس میں آپ نے میری ضروریات جاننے اور انھیں پورا کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ یہ بہت بعید ہے۔ میں نے اپنی ضروریات اپنے پیارے رب کے سامنے پیش کر دی ہیں، ان میں سے جو اس نے مجھے عطا کر دیں میں نے انھیں قبول کر لیا، اور جو نہیں عطا کیں ان سے میں نے قناعت کر لی ـــــ یہ ہے صالحین کا عمل۔

۳- انسان کو آزادی نصیب ہوتی ہے۔

آدمی جب قناعت کرتا ہے تو اسے آزادی ملتی ہے، جب وہ حرص و طمع میں پڑ جاتا ہے تو غلام بن جاتا ہے ـــــ درہم و دینار کا غلام، لباس کا غلام، جو چیز بھی اسے اچھی لگے اس کا غلام، جو چیزیں اسے دی گئی ہیں ان کا بھی غلام اور جو نہیں دی گئی ہیں ان کا بھی غلام۔

جب آدمی ان تمام غلامیوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے تو اسے قناعت کی دولت نصیب ہوتی ہے اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کا غلام نہیں رہتا۔

○ **قناعت کا غلط تصور**: آخر میں میں قناعت کے ان غلط معانی کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جو بعض لوگ مراد لیتے ہیں۔

● ان کا خیال ہے کہ قناعت حالات و واقعات پر راضی ہونے، ان کو نہ بدلنے اور بہتر بنانے کی کوشش نہ کرنے کا نام ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے، ہوتا رہے، انھیں اس سے کوئی غرض نہیں کیونکہ ان کے خیال میں قناعت اسی کا نام ہے۔ یہ غلط فہمی کی انتہا ہے۔ درحقیقت قناعت حالات و واقعات پر راضی ہونے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایات اور اس کی تقدیر پر راضی ہونے کا نام ہے۔ جہاں تک برے حالات و واقعات کا تعلق ہے تو قناعت کا مطلب یہ ہے

کہ انھیں بدلنے کی کوشش کی جائے۔

● قناعت یہ نہیں ہے کہ تو منکر کو دیکھے اور خاموش رہے، اور تیرا خیال یہ ہو کہ مجھے تو ہر حال میں اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا ہے۔

● قناعت یہ نہیں ہے کہ تو معروف کو دیکھے اور اس میں سبقت لے جانے اور آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے، اور تو اس زعم باطل میں مبتلا رہے کہ میں تو قانع ہوں۔

● قناعت یہ نہیں ہے کہ تیرے لیے حلال رزق کا دروازہ کھولا جائے اور تو اسے لینے کی بجاے اس خیال سے ہاتھ باندھ کر بیٹھا رہے کہ یہ قناعت ہے۔

● مال جمع کرنا تیرے لیے ضروری نہیں ہے لیکن مال کمانے کی کوشش کرنا، اس لیے ضروری ہے کہ تو اللہ کے عطا کردہ مال سے فقرا و مساکین کی مدد کرے، اور دینِ خداوندی کی دعوت عام کرنے اور اسے سربلند کرنے کے لیے اسے خرچ کرے۔

● باطل پر مطلقاً راضی ہو جانا اور نامساعد حالات پر آنکھیں موندھ کر اور ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے بیٹھ رہنا قناعت نہیں ہے۔ قناعت کے معنی یہ ہوئے کہ تو اللہ کی عطا کردہ چیزوں پر راضی ہوجائے اور اس کی عنایات پر ناگواری کا اظہار نہ کرے، حلال رزق کمانے کی کوشش کرے، برائیوں کی اصلاح اور نیکیوں کو پھیلانے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کرے۔ (ہفت روزہ المجتمع، کویت، ۱۰ نومبر ۲۰۰۷ء)